

گزرتے ہوئے قدرے کھیرا اور بڑی آہستہ آواز سے کہا بد دینی مجھے
 امید ہے کہ تم میری درخواست دربارہ گانے کے نہ بھولی ہو گی؟
 دینی نرڈ نے خوش خوش اس کی طرف دیکھا۔ اور اپنے آگے رکھے
 ہوئے باجہ کی طرف اشارہ کیا جو ڈرائیڈ کمپنی کی اعلیٰ ساخت کا نمونہ تھا
 پادری لانگڈن نے اس کے جواب میں اپنا سر اٹھایا اور اندرونی
 کمرہ میں اپنا چوغہ پہننے چلا گیا۔ یہ اندرونی کمرہ گرجے کی عمارت سے
 ملا ہی ہوا تھا۔ جس کا کہ ایک بڑا دروازہ سامنے کی طرف گرجا میں کھلتا
 تھا۔ جس میں سے ہو کر پادری لانگڈن ابھی اندر آیا تھا۔ مگر اس کمرہ
 کا ایک دروازہ دوسرے رخ بھی تھا۔ جو صرف بڑے پادری صاحب
 کی آمد و رفت کے لئے خاص کر مخصوص تھا۔ اور جس کے پاس اس کی کنجی تھی
 مسٹر مینڈیل پادری کلال ایک متوسط العمر کنوارہ شخص تھا۔ اس کی یہ
 عادت تھی کہ عبادت شروع ہونے سے پانچ منٹ پہلے اپنی رہائش گاہ
 سے آیا کرتا تھا۔ جو گرجے کے قریب ہی تھی۔

لانگڈن نے اندرونی کمرہ میں اپنا چوغہ پہنا ہی تھا کہ باہر قفل میں
 کنجی پھرتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور فوراً ہی مسٹر مینڈیل اپنی سیاہ پوشاک
 میں نمودار ہوئے۔ جنہوں نے آتے ہی اپنے مددگار کو بیچ کا سلام
 کر دروازہ بند کر لیا۔

مسٹر مینڈیل نے مجھے امید ہے کہ میں دیر سے نہیں آیا ہوں یا اور یہ
 کہتے ہوئے الماری کی کھونٹی پر سے اپنا سفید زاہدانہ چوغہ عبادت

بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ یہیل ہرسٹ گاؤں جو بنگل کے سرسبز قطعہ
 زمین میں قلعہ لانگ کلور باسٹ ہال کو اپنے ارد گرد لئے واقع تھا
 حسب معمول خوشی خوشی اپنے اس کام کے واسطے جاگ اٹھا۔ جو
 اس گاؤں کے خدا ترس آباؤ اجداد نے صدیوں سے جاری کر رکھا
 تھا۔ ٹھیک دن کے ساڑھے دس بجے گر جا کے نارمن برج سے زور
 زور ٹن ٹن گھنٹے کی آواز آنے لگی۔ جس سے یہ مراد تھی کہ لوگ اپنے
 معبود کی عبادت کے واسطے جلد جمع ہو جائیں۔ کھوڑی دیر کے بعد
 گاؤں کی پختہ سڑک پر لوگوں کا آردھام ہی آردھام نظر آتا تھا۔ جو جوق
 جوق گر جا کو جا رہے تھے۔ مقررہ وقت سے دس منٹ کم پر جب پادری
 لانگڈن احاطہ کے پھاٹک سے گذرے تو اسے قبروں میں گر جا کی دیوار
 کے اُس سرے پر ایک دبلا پتلا نوجوان لڑکا نظر پڑا۔ پادری لانگڈن نے
 اپنے اس قلیل عرصہ قیام میں حتی الوسع یہیل ہرسٹ گاؤں کے ہر
 بڑا و پیر عورت مرد بچہ سب سے شناسائی کر لی تھی۔ مگر یہ لڑکا اسے
 بالکل اجنبی معلوم ہوا۔ اس کے دل نے چاہا کہ وہ جائے اور اُس سے
 ملے۔ مگر وقت کھوڑا تھا۔ لوگ گر جا میں جمع ہو چکے تھے۔ آخر پادری
 لانگڈن نے یہ خیال کیا کہ یہ لڑکا اپنے کسی عزیز کی قبر پر آیا ہے کیونکہ
 اس وقت لڑکے نے اپنا جھکا ہوا سر ایک کتبہ پر رکھ دیا تھا۔ وہ سیدھا
 گرجے میں جا گھسا۔ جو قریب قریب نصف کے سامعین سے پُر تھا۔
 اور جہاں وہ بیٹھی ہوئی پیا نو بج رہی تھی۔ اور یہ اس کے پاس سے

اشارے نواب ڈی۔ گورن ہی کی طرف تھے۔ کیونکہ اُس نے بحیثیت ایک غریب پادری کے اس کے (دینی کے) دل پر فتح پائی تھی۔ اور اُسے اُس کا منشا آئندہ ہونے والے حریف و رقیب سے بچائے رکھنے کا تھا۔

بوڑے اہمتمہ ملازم گرجا کا معمول تھا کہ ٹھیک گیارہ بجے گرجا کے دروازہ پر حاضر ہو جاتا۔ اور چاندی کی صلیب لے کر پادری کے آگے آگے چھتے ہوئے یکطرفہ راستے سے ہو کر عبادت گاہ تک آتا کرتا تھا۔ کہ جہاں پادری ٹہر جاتا تھا۔

چنانچہ وہ آج بھی حسب معمول چاندی کی صلیب ہاتھ میں لئے آ موجود ہوا۔ اور جونہی لانگڈن کو دیکھا تو گھوم گیا کہ اپنے فرض منصبی کو ادا کرے۔ اور چونکہ برٹے پادری کا اس جلوس کے پیچھے چھپے چلنا باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔ سامعین جو ہر درجہ دولت کے تھے اپنی اپنی مناسب جگہوں پر بیٹھے تھے۔

جونہی پادری لانگڈن اُس چھتے ہوئے راستے سے ملازم گرجا کے پیچھے سے نکلا تو اُس نے ایک پر فتح سریلی اور دلکش آواز سنی جو پیانو سے نکل رہی تھی۔ جس کو وہ جانتا تھا کہ یہ کسکی دلکش آواز ہے۔ اور کس کی نازک انگلیاں سروں پر پھر رہی ہیں۔ چونکہ آج یکدم برٹے پادری صاحب نماز لانگڈن نے پڑھانی تھی۔ اور خود برٹے پادری صاحب کو دغظ کرنا تھا۔ اس لئے وہ جونہی اس چھوٹی ٹھلوں

کے قبل پہننا ضروری ہے۔ اتار لیا۔ میرے پیارے مسٹر ڈسنگھم۔ اصل بات یہہ ہوئی کہ میں کتب خانہ کی کھڑکی پر ایک دو منٹ ایک محض بے توقع بات کے دیکھنے کیلئے ٹھہر گیا تھا۔ جس کی اصلیت شاید تم کبھی نہ معلوم کر سکو۔

لانگڈن (نہایت ادب سے) جناب وہ کیا بات تھی؟

مسٹر مینڈیل نے میں نے نواب ڈی گورن کو گرجا میں آتے دیکھا ہے کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ گرجا سے قلعہ کو آنے والے کار راستہ میری رہائش گاہ کے کمرہ سے ہو کر گذرتا ہے۔ اب ہم اسے خاندان ڈسنگھم کی کرسیوں پر بیٹھا ہوا دیکھیں گے۔ مجھے اب یہ پختہ یقین ہو گیا ہے کہ نواب فرقہ رومن کیتھولک سے ہے۔

پوری لانگڈن نے دل میں کہا کہ میں تو اس پاجی نواب کو خدایا اسکی قدرت کے خلاف قطعی منکر سمجھتا تھا۔ مگر وہ اس کا گرجا میں آنا سن کر متعجب نہیں ہوا۔ جبکہ اس کو گزشتہ رات وینی کی زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ نواب بھی اس کا شید ہے۔ چونکہ وینی فرڈ بلاناغہ گرجا آنے والوں میں سے تھی اس لئے نواب نے شاید اس کے دل میں گھر کرنے کو ایسا کیا ہو۔

لانگڈن نے اس بات کا برا نہ مانا بلکہ اس خیال پر ہنسا کہ غریبوں کو خدا نے جو کمالات عطا کئے ہیں اکثر امیراں ان سے محروم ہیں۔ وینی کی محبت و حقیقت ایک چیز تھی۔ اور اس کے تمام

ہوئے راستہ میں چلا گیا۔ اور لانگڈن نے صاف خوش آواز سے جہاں سے کہ چھوڑا تھا پھر نماز پڑھنا شروع کیا۔ اس نے اس معمولی وقفہ کو جو بوڑھے سے باتیں کرنے میں لگا، اس صفائی سے نبھایا کہ بمشکل شاید چند لوگ معلوم کر سکے ہوں۔ مگر بعضوں کی تیزئی طبع نے سب حال معلوم کر لیا تھا۔

یہ ضروری نہ تھا کہ یہ امر سامعین پر ظاہر کیا جاتا، کہ مسٹر بندیل نے آج بعد نماز وعظ کرنا تھا۔ اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کیونکہ بڑا پادری اکثر اپنا تمام دن کا کام خود اپنی طبیعت سے لانگڈن کے سپرد کر دیا کرتا تھا۔

اتنے میں لانگڈن دوسرے جملہ پرہیزگاراں کہ اُس خدا کو جو ہمارا محبوب و رحیم اور مہربان ہے، وہ آنا ہی کہنے پایا تھا کہ اُس کی آواز ایک خوفناک چیخ میں مل گئی۔ جو اول اول صاف نہ تھی مگر بعد کو بڑی دل شکن و ہولناک تھی۔ بوڑھا بلازم اپنی تھر تھراتی آواز میں بھلایا کہ خدا کے واسطے تم میں سے کوئی شخص جلد یہاں آئے برٹ پادری صاحب مردہ پڑے ہیں۔ شاید کسی نے قتل کر دیا ہے۔

چلتے ہیں کاغذ پہ اشک قلم

گمراہ آج عالم پہ کوہِ الم

پادری لانگڈن ہمدی کی طرح زرد ہو گیا۔ اور اپنی میز سے اٹھ کر اس خوفناک آواز کے جواب میں دوڑا۔ اُس کے ساتھ ہی نواب بھی

میز کے نزدیک جہاں پادری صاحب نماز پڑھایا کرتے تھے۔ پہونچا تو وہ روزانو بیٹھ گیا۔ اور اپنے دل میں کچھ پڑھنے لگا۔ پھر وہ سیدھا کھڑا ہوا کہ نماز پڑھائے۔ لیکن ایسا کرنے سے قبل اُس نے سامعین کی طرف نظر دوڑائی۔ جہاں اُسے نواب ڈی۔ گورن ایک کرسی پر بڑی زاہدانہ صورت بنائے دکھائی دیا۔ جس نے ایک ہاتھ تو کانوں پر رکھا ہوا تھا گویا کہ ظاہر کر رہا تھا کہ پیانو کے ولکشن سروں کو بڑی توجہ سے سن رہا ہے مگر یہ بات نہ تھی۔ اس کی پرفن آنکھیں بغیر جھکے پادری لانگڈن کے چہرہ پر گڑھی ہوئی تھیں۔

پادری لانگڈن نے جب عبادت کا شروع جملہ پڑھا تب وہ فریبی نواب اپنی مکاری سے باز آیا۔ اور سیدھا ہو بیٹھا۔ کہ اپنی روح کو چند لمحے کے لئے اپنی بدعتوں سے آرام دے۔ اور تمام دیہاتی کہ جن کا اچھا خاصہ جاؤ تھا اپنی تھر تھراتی آوازیں پادری کا ساتھ دینے لگے اسی وقت لانگڈن کا کسی نے بازو ہلایا۔ اُس نے جو مڑ کر دیکھا تو گر جا کا ملازم تھا۔ جس نے بڑی دھیمی آواز اٹھڑی ہوئی سانس سے کہا حضور مسٹر منیڈیل کہاں ہیں؟ وہ تو ہمارے پیچھے اندرونی کمرہ سے آئے ہی نہیں۔ جو ان پادری نے اُس کرسی پر نظر ڈالی۔ جہاں بڑا پادری آکر بیٹھا کرتا تھا۔ مگر کرسی کو خالی پا کر حیران ہو گیا۔ اور بڑے راسمیتہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا شاید وہ لیکا یک بیمار نہ ہو گئے ہوں میرے خیال میں تم اندرونی کمرہ میں جا کر دیکھو۔ بوڑھا ملازم اس چہتے

اپنی جگہ سے اٹھ لپک کر دوڑ پڑا۔ مگر جانا اندرونی کمرہ میں تھا۔ کہ جس کے دروازہ پر ضعف العمر استہ کا پتا ہوا کھڑا تھا۔ نواب کو جو دوڑ میں وقت ملا تو اول آکر پہنچا۔ مگر وہ دروازہ پر کھڑا گیا اور پادری لانگڈن کو اول اندر جانے کے لیے راستہ دیتے ہوئے۔ اپنے پرفرن لب و لہجہ میں کہا: ”آپ آگے ہوں۔ حضور جناب“

راوی ۵ ایک تو جلنا شمع کا اور ستم گلگیر کا
کیا عدالت ہے کہ سر کتابے بے تقصیر کا

ساتواں باب

نواب دروازہ کی چٹخنی چڑھا دیتا ہے

مکار و ناپا ز حیلہ ساز چالیا

وہ نظارہ جو لانگڈن ٹریننگیم کی آنکھوں سے اندرونی کمرہ میں دیکھا۔ اچھے حوصلہ مند کے چھکے چھڑا دیئے کیلئے سخت ہیبت ناک تھا۔ اور خدا کے اس آرام دہ کمرہ کے فرش پر بیچارہ خدا ترس پادری منہ کے بل بیہوش اوندھا گرا پڑا تھا۔ اور اس کی پیٹھ کے زخم سے گلابی خون ریزاں نکلا۔ جو اس صاف سفید چونچہ پر قاتل کے خون کا داغ لگانا جاتا تھا۔ اور فرش کے ٹیسٹم کے تختے اس مظلوم کے خون سے پیاس بجھاتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ لانگڈن لاش کے قریب جھکا مگر

کے واسطے اتار دی تھی۔ یہ کام نواب نے بڑی ہتھیلی سے کیا اور جب یہ اطمینان ہو گیا کہ اس کا یہ فعل کسی نے نہیں دیکھا۔ تو جھٹ و بے پاؤں وہاں سے کھسک کر چھتے ہوئے راستہ کے کلاں واڑ پر آ مستعد ہوا۔ جہاں اور لوگ بھی اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکا رہے تھے۔ دینی ورڈرک بھی وہاں کھڑے تھے۔ اور اس اچانک حادثہ کی وجہ سے ان کے چہرہ پڑ مروہ و رنگ سفید ہو گئے تھے۔ دینی فرڈ اس حادثہ کی گھبراہٹ میں اپنی اس حقارت کو بھول گئی۔ جو اس کو قلعہ کے نئے کرایہ دار سے تھی۔ اور اُس نے اُس سے واقعہ کی خبر پوچھی۔ نواب ڈی۔ گورن) نے (فسوسناک چہرہ بنا کر جواب دیا۔ آہ بیشک بیگم اس میں کوئی شک نہیں۔ بیچارہ باوری کلاں مر گیا ہے مسٹر لنگڈن ٹریسٹلم نے مجھے کسی قسم کی مدد تک نہ کرائی۔ دی۔ پر خیر میں نے بہت کچھ دیکھ لیا ہے کہ جسے میرے ہوش و حواس گم کر دئے ہیں وینی فرڈ ربے صبری کے ساتھ، تو پھر مرگئی یا کسی اور وجہ سے عالم بیہوشی طاری ہو گیا ہو گا۔ وہ بوڑھے ہمتہ کا کہنا کہ قتل ہوا بیوقوفی سے خالی نہیں۔

نواب (ڈرامی سے) میں یقینی طور پر کہتا ہوں اور اس بات کے یاد کرنے کے لئے کافی شہادت وجود ہے۔ کہ ایک پُر و غافل کا واقعہ ہے۔ کیونکہ آدمی خود اپنے آپ کندھوں کے درمیان چھری نہیں مار سکتا یہ ضرور کسی سفاک قاتل کا کام ہے۔ کہ اندونی گمراہ میں اڈل جا کر

و ایک زمیندار کنگ نامی نواب کے قریب سے گذر کر اندرونی کمرے میں آئے۔ مگر نواب جلد اپنی اسی جگہ چوکھٹ میں ہو گیا۔ اور اس کی گیسے دار موٹھیوں شبانہ سے آراستہ اور بکروٹی ڈاڑھی آگے بڑھ کر جھکیں اور اس کی ہوشیار آنکھیں کل کمرہ کے دروازوں کا جائزہ لینے لگیں۔ اس نے الماری سے بکریا قوتی کھڑکی تک اور کھڑکی سے باہر احاطہ کے دروازہ تک ہر چیز کو خوب بھانپا۔ جانچا۔ پرتالا۔

پاؤں لائنگڈن نے اس موجودہ گروہ کو جس میں نواب ڈی گورن بھی شامل تھا۔ مخاطب کر کے کہا: "صاحبو میں آپ لوگوں کا بڑا مشکور ہوں گا اگر آپ بگ مہربانی کر کے اب یہاں سے چلے جائیں جسکو سنتے ہی سب فوراً چلے گئے۔ مگر نواب نے جگہ نہ چھوڑی۔ اُسی جگہ میخ کی طرح جما رہا۔

گو نواب اپنی ہشیاری سے اپنی جگہ سے ہٹ کر دیہاتیوں کے پیچھے پیچھے چھتے ہوئے راستہ کی طرف ہولیا تھا۔ مگر ان کے بوٹوں کی جبر اور باتوں کے شور و شر میں وہ جھٹ دپے پاؤں پھر واپس آ کر اُسی جگہ جم گیا۔ جب کہ اس قلیل عرصہ میں پاؤں لائنگڈن بوڑھاؤ میں اور دونوں چوکیدار اس بے حس و حرکت لاش کو جو خاموش فرش پر پڑی تھی دیکھنے میں مشغول تھے (نواب نے ویرانی موقع پا کر اُس دروازہ کے اوپر کی چٹنی لگا دی۔ جو باہر احاطہ کی جانب کھلتا تھا۔ کہ جس کی چٹنی بوڑھے ملازم نے بڑے پاؤں صاحب کے داخل ہونے

مفت میں اسیر بلا ہوا۔ اس آٹنا میں گاؤں کا سپاہی جسے نواب ایک
 ہشیار شخص کہہ چکا ہے۔ خلقت کو چیرتا ہوا اندرونی کمرے کے دروازہ
 پر جا کھڑا ہوا۔ اور اپنے سرخ تہمتائے ہوتے چہرہ سے پسینہ پوچھنے لگا
 بوڑھے رئیس نے کہا: لارنس اندر آ جاؤ۔ یہ اس سپاہی
 کا نام تھا۔ اب بوڑھے رئیس کو اچھی طرح اطمینان ہو گیا۔ کہ پادری
 بیچارہ کھنڈا ہو گیا ہے، دیکھو لارنس جب تک تمہارا افسر آوے
 کہ جس کو تم نے اطلاع دیدی ہوگی تب تک تم اس معاملہ میں اچھی کوشش
 کے ساتھ جھان بین کرو۔

پولیس کا سپاہی ینہ خباب میں نے جس وقت سنا اسی وقت اطلاع
 دیدی۔ مگر صاحبو یہ وقوعہ ہوا کس طرح؟ اور قاتل کون ہے؟ اگر یہ معلوم
 ہو تو مجھے فوراً اسے گرفتار کرنا چاہیے۔
 پادری لانگڈن۔ قاتل کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اور ساتھ ہی شروع
 سے آخر تک جو ماجرا گذرتا تھا کہہ سنایا۔ یعنی کس طرح وہ خود اس جھپٹے
 ہوئے راستہ سے قربان گاہ تک گیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ سٹر فینیل
 اس کے پیچھے آرہے ہیں اور کس طرح بوڑھا استھ گرجے میں برٹے
 پادری صاحب کی غیر حاضری معلوم کر کے اندرونی کمرہ میں گیا۔ اور
 جہاں اس نے برٹے پادری صاحب کی یہ حالت دیکھی۔

سپاہی نے کوئی چیز ہٹائی یا چھوئی تو نہیں گئی۔
 پادری لانگڈن نے نہیں سوائے اس کے کہ میں نے مرحوم کا ہاتھ

چھپ رہا۔ اور جب برٹے پادری صاحب نے مسٹر لانگڈن کے پیچھے جانا چاہا تو پشت سے کاری زخم لگایا۔ جو ہر نوع ایک کمینہ انتقام کہلاتا ہے۔

راڈرک نے جھٹ نواب کے منہ کی طرف دیکھا۔ اور کہا اندرونی کمرہ کے باہر احاطہ میں جو دروازہ ہے۔ اس کی تو اندر سے جھٹنی لگی ہوئی ہے۔ کیا وہ بند ہے یا کھلی؟

نواب کندھے جھٹک کر لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے میں نے اس بات کا خیال نہیں کیا۔ مگر یہ تو پولیس کا سپاہی آگیا۔ بشرہ سے تو ہوشیار آدمی معلوم ہوتا ہے۔ امید ہے کہ اب بخوش اسلوبی ہر چیز کی مناسب چھان بین ہو جائے گی۔

میری پیاری مس باسٹ اگر مجھ پر ویسی کی بات آپ نہیں تو اب یہاں سے چل دینا چاہئے۔ گو میں آپ کے انگریزی قواعد سے واقف نہیں مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ موقع واردات پر جو کھڑے ہوتے ہیں ان کو گواہی میں گھسنا پڑتا ہے۔ میں تو اپنی جان اس رحمت سے بچاتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر اس نے اپنی ٹوپی بطور سلام اتاری۔ اور برٹے بھاٹک سے ہوتا ہوا قلعہ کی راہ پر چل دیا۔

دینی فرڈ اور راڈرک بھی اس کی گفتگو سے سخت مؤثر ہو آہستہ آہستہ اپنے گھر کو چل کھڑے ہوئے۔ گو دینی فرڈ کا اس جگہ سے جانے کو جی نہ چاہتا تھا کہ جہاں اس کا پیارا عاشق (ہونے والا خاوند)

سے قبل پادری لانگڈن ہی نے مرحوم سے گفتگو کی تھی۔ اور یہی اندر لنی
کمرہ سے نکلا تھا۔ علاوہ اس کے تمام گاؤں بلکہ علاقہ بھر میں اگر برے
پادری صاحب کی موت سے کسی کو فائدہ پہنچتا تھا تو وہ اسی مدوگار پادری
لانگڈن کو تھا۔ کیونکہ وہ اس جگہ کا حقدار تھا۔

سپاہی کو اپنے تجربہ کے دریاقت میں کامل یقین تھا کہ سٹریڈیل
نے خود تو چٹنی لگائی نہیں۔ پھر یہ چٹنی لگ کیسے گئی۔؟ شاید کسی نے
شور و غل ہونے کے بعد لگائی ہو۔ یا شاید بوڑھے اسمتھ نے لاش
کو دیکھا اور ڈر کر لگا دی ہو۔

غرض کہ سب اپنے خیالی گھوڑے دوڑا رہے تھے اور جتنے
سر تھے اتنی باتیں کہ اتنے میں گر جائیں سے کسی کے بوٹوں کی چاپ
معلوم ہوئی۔ اور فوراً ہی راڈرک دروازہ پر آ موجود ہوا۔ لاش کو
اوب سے ٹوپی اتار سلام کیا۔ اور باپ سے کہا اسٹورٹ کیمبل باہر کھڑا
ہے۔ وہ آج ہی صبح کی ریل سے آیا ہے۔ دینی اور میں جب یہاں
سے جا رہے تھے تو وہ ہمیں راستہ میں آتا ہوا ملا۔ گو وہ خود اس میں
دخل دنیا نہیں چاہتا۔ مگر کیا اس معاملہ میں ہم اس سے جو کہ ایک لائق
سراغ رساں ہے کچھ مدد نہیں لے سکتے؟،

بوڑھے رئیس نے شکی طور پر سپاہی لائسنس کو دیکھا اور کہا راڈرک
میرے بھتیجے کا ذکر کرتا ہے۔ جو ہندوستان کی خفیہ پولیس کا ایک
تجربہ کار سراغ رساں افسر ہے۔ جسکو تفتیش جرائم میں اچھا ملکہ و

نبھن دیکھنے کو اٹھایا تھا۔

سپاہی کی نگاہیں اس خالی کمرے اور اس کی چیزوں کو دیکھنے لگیں اور
یکایک کچھ تسلی کی جھلک لئے ہوئے دروازہ کی چٹخنی پر رکیں۔ تب
تو اس نے دو قدم اور آگے بڑھائے۔ اور اپنے معلومات کی خوشی میں کانپتے
ہوئے زور سے کہا۔ اور یہ دروازہ تو اندر سے بند کیا ہوا ہے اگر آپ
صاحبوں کا کہا باور کیا جائے کہ کوئی چیز بٹائی یا پھوٹی نہیں گئی تو پھر
تو قاتل یہاں ہی ہے۔ وہ ضرور اس دروازہ سے جو گر جا کے اندر ہو کر
جاتا ہے باہر گیا ہوگا؟

سپاہی کے اس سادہ سوال نے ان لوگوں کو چونکا اور حیران کر دیا
اور وہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ کیونکہ یہ بالکل سچ تھا۔ کہ قاتل
احاطہ میں کھلنے والے دروازہ سے نہیں بھاگا۔ کیونکہ یہ تو ہو ہی
نہیں سکتا کہ وہ اس دروازہ سے جا کر پھر خود ہی اسے اندر سے بند
کر سکے۔ اور یہ بھی غیر ممکن تھا کہ قاتل گر جا والے دروازہ سے چھپ کر
سامعین میں بیٹھ جاتا۔ سپاہی کی یہ معلومات بوڑھے رئیس و زمیندار
کننگ پر اثر کئے بغیر نہ رہی۔ اور سپاہی تو اپنے مشاہدہ کی خوشی میں
اندر اندر پھولانہ سماتا تھا۔ لیکن لانگڈن ٹریننگھم نے ایک نظریں فوری
معلوم کر لیا کہ ان لوگوں کے دل میں کیا کھلبلی مچ رہی ہے کیا چہ میگوئیاں
ہو رہی ہیں؟ کیونکہ پولیس کا ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی یہی رائے زنی کر لگا
کہ یہ لانگڈن کا کام ہے۔ کیونکہ آخری دفعہ بڑے پادری کے سانحہ

بچے جھاڑ اس کے پیچھے پڑ گیا۔ غرض کہ لانگڈن کے خیالات اس نامور
سراغ رساں کی نسبت ایسے تھے۔ جو واقعی بڑی سرگرمی و تندی کے
ساتھ کمال جانفشانی سے قتل کے معملہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اکھواں باب

ایک قدرتی خوشبو

اک جہاں مہرباں ہوا تو کیا مہربانی تیری مقدم چاہئے؟
باسٹ ہال میں اس یادگار اتوار کے دوپہر کا کھانا کچھ ایسا لذیذ
نہ تھا۔ اور نہ بلحاظ حمیت ایسے کھانے کو اچھا کھانا کہا جاسکتا ہے۔ گو
مسٹر مینڈیل بزرگ پادری کا کسی بے سوگ نہیں کیا۔ تاہم بھی اس
کی اس اچانک موت نے ہر ایک کو رنج دیا تھا، اور اس سبب تمام
باسٹ ہال میں غمی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بلکہ اسٹورٹ کی موجودگی
بھی اس مہر خاموشی کو نہ توڑ سکی۔ بیچ پوچھے تو اسٹورٹ بھی دریاء فکر
میں غوطہ زن تھا۔ کہ اس قتل کا جو اس کے دہلیز کے نیچے ہوا سمجھنا
چاہیے کچھ سراغ نہ لگتا۔ تو اس کی ساری مشغلت و نیک نامی پر پانی
پھر جا دینگا۔ جو اس بڑی محنت و لیاقت سے مشرقی و مغربی صوبوں
میں حاصل کی تھی۔ گودہ اپنے حصہ کا کھانا کھاتا رہا۔ مگر اس کی چڑھی
ہوئی بھوئیں اور متفکر چہرہ صاف ظاہر کرتا تھا کہ وہ ضرور کسی گہری فکر

خاص مہارت ہے۔

سیاہی یجناب میں اس میں مجبور ہوں۔ وہ دروازہ میں کھڑے ہو کر دیکھ سکتے ہیں۔ جب تک انیسٹر صاحب نہ آجائیں میں مجبور ہوں کہ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مگر چونکہ حضور بھی مجسٹریٹ ہیں مجھے آپ کا کہنا منظور ہے۔

چنانچہ راڈرک نے مڑ کر ایک شخص کے کان میں کچھ کہا۔ اور کھوڑی دیر میں ایک خوبصورت مضبوط لمبے قد کا جوان جس کے بشرہ سے آثار سپہ گری ہویدہ و آشکارا تھے اندر داخل ہوا۔ اور سیدہ صالاش کے پاس گیا۔ اور اپنی دھن میں اس نے اپنے چچا تک کو نہ دیکھا اور نہ صاحب سلامت کی۔ بلکہ ہر ایک چیز کو بغور دیکھنے لگا۔ اسکا پر رعب چہرہ تیار ہا تھا کہ وہ ہندوستان کی پولیس کا افسر ہے۔ کہ جس نے بنگال کے جنگلوں میں بڑے بڑے ٹھگوں اور ڈاکوؤں کے پھکے چھڑا دیے تھے۔ اس کا نام سن کر اچھے اچھے ڈاکوؤں کے بچے پانی ہوتے تھے۔

پادری لانگڈن نے اسٹورٹ کے بارہ میں سنا تو تھا مگر دیکھنا نہ تھا۔ اب اس کو پہلی دفعہ دیکھا۔ اس کے موزوں نقش و نگار اس کا چوڑا سینہ خالی از لطف نہ تھا۔ لانگڈن کے دل نے گواہی دی کہ یہ آدمی تیرے آڑے وقت میں کام آئیگا۔ کیونکہ یہ آدمی قیافہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس معاملہ میں ہاتھ ڈالے گا حد تک پہنچا دیگا۔

راستہ نکالا ہو گا جس سے قاتل کا جلد سراغ نکلے گا۔
 بوڑھے رئیس نے ایک گلاس شراب اپنے واسطے بھرتے ہوئے کہا۔
 اسے دفعہ کرو۔ میاں آؤ ہم تم دونوں ذرا ارتکاپ واردات کو پھر
 نئے سرے سے دہرائیں۔ کہ کیا ضروری باتیں ہیں۔ اور یہ کہ وہ بدبخت
 تھا کہاں۔ جس وقت بوڑھے گوڈ جرنے شروع کیا تھا۔ آیا قاتل اس
 وقت گر جائیں تھا باہر بھاگ گیا تھا؟

اسٹورٹ نے اپنی نیلی کنجی اور چلتی ہوئی آنکھوں سے اپنے چچا کو
 گھورا۔ اور جواب دیا میں اس بارہ میں اس قدر کھوڑا جانتا ہوں
 اور ابھی اپنا اچھا یا برا کوئی خیال ظاہر نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کچھ کہنا
 بھی چاہوں تو یہی کہوں گا کہ جس وقت کا آپ ذکر کرتے ہیں قاتل
 گر جا ہی میں تھا۔ اور بعد کو بغیر کھائی دئے عین اس وقت جبکہ
 قدرت کی خوشبو بصورت عبادت گر جائیں مہک رہی تھی۔ آنا فانا
 میں غائب ہو گیا۔ علاوہ اس کے میں واردات کی مفصل کیفیت پھر
 شروع سے آخر تک سننا چاہتا ہوں۔ تاکہ میں کچھ کارروائی کرنے کے
 لائق ہو سکوں۔ دینی فرڈ جو اس تمام گفتگو کو خاموشی کے ساتھ چپ
 چاپ سن رہی تھی۔ لیکامیک بول اٹھی۔ یہ کیا رنجیدہ گفتگو شروع کی
 ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ اور کمرہ سے باہر جاتے ہوئے اپنے
 پیچیرے لمبائی سے کہہ گئی کہ جب تم وارد سے گفتگو کر چکو تو مجھے دروطلب
 کاروش کے پاس آکر ضرور ملنا۔ میں تمہیں اپنا پھونوں اور گملوں کا مکان

میں غلطاں و پچاں ہے۔ جونہی کھانا ختم ہوا بوڑھے رئیس نے بلا حائل کلام اس ذکر کو جو ہر شخص کے دل میں چمکیاں لے رہا تھا چھیڑا۔ اور اپنے بھتیجے کو مخاطب کر کے کہا: ”میں یقین کرتا ہوں تم برا نہ مانو گے۔ اگر میں یہ پوچھوں کہ تمہارے اتنے عرصہ کے تجربہ نے اس خوفناک وارفات کا کیا کچھ نتیجہ اخذ کیا ہے؟“ اسٹورٹ نے مصنوعی مسکراہٹ سے جواب دیا کہ میں تو محض اجنبی کے طور پر ایک گزلبائی کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔ مجھے اتنا وقت ہی کہاں ملا کہ اپنی آرا و رائے قائم کر سکوں؟ بوڑھا رئیس: ”تو گویا تم نے ابھی تک اس بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی؟ کیا کچھ بھی اب تک نہیں سوچا؟ اور نہ کسی اور نے ہی کچھ نتیجہ نکالا ہوگا؟ لیکن انسپکٹر ماڈرنی کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔ اور کیا تم نے کبھی کسی آدمی کو ناکامیاب ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔؟“ اسٹورٹ: ”میرے خیال میں تو انسپکٹر نے اپنا کارروائی بہت مناسب کی ہے۔ کہ جو ایک اعلیٰ لائق پولیس افسر کو کرنی زیبا تھی۔ مگر میں یہ نہ کہوں گا کہ وہ ناکامیاب گیا ہے۔ اس نے اس وقت دار و دات قتل کے متعلق ضرور کوئی اپنی ذاتی رائے قائم کر لی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اس کی رائے غلط ہو یا صحیح؟“

راڈرک (جلدی سے) دو کیا تمہارا مطلب اس اندر سے بند کی ہوئی چٹخنی سے ہے؟

اسٹورک: ”آہ نہیں۔ میرا یہ قیافہ کہتا ہے کہ انسپکٹر نے ضرور کوئی ایسا

اس نے کہا تھا! اسے پھر جلد یاد آ گیا۔ مگر اسے یہ دخل و معقولات بہت برا معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ سوچ کر کچھ آیا تھا اور یہاں ہوا میں قتل کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ ہاں تم نے کیا پوچھا۔؟ میرا کسی خاص شخص کی طرف اشارہ کیسی باتیں کرتی ہو۔ میری پیاری ونی آپ ذرا سوچیں کہ میں اس قدر جلد کیسے اپنی رائے قائم کر سکتا ہوں اور کس طرح کسی خاص فرد بشر کو ملزم کھیرا سکتا ہوں۔ جبکہ مجھے اندازہ نہ تھا کہ میں جانے تک کی اجازت نہ تھی؟

ونی فرڑ۔ کچھ ہی ہو۔ مگر یہ میں ضرور کہوں گی کہ تم نے ضرور اس بارہ میں کچھ سوچ رکھا ہے بغیر تم مجھے مت بتاؤ۔ مگر جبوقت تم کسی دوسرے پر ظاہر کرنے کا ارادہ کرو تو اول مجھے بتلا دینا۔

اسٹورٹ: اچھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اول تم کو بتلاؤں گا۔ مگر میری پیاری ونی میں آج تمہاری خاطر میل گاڑی سے آیا تھا اور یہاں آکر اور ہی عالم دیکھا۔ میں یہ خوفناک بحث کرنے تو نہیں آیا تھا۔ ان کو تو میں ایک روز میں جب اپنے کام پر جاؤں گا سب کو نوالہ کر جاؤں گا۔ سب عین ٹھیک کر دوں گا مگر پیاری اب کی دفعہ جب میں واپس جاؤں تو اکیلا نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی اس نے مختصر الفاظ میں اپنا راز دل کہہ سنایا۔

پھرے زمانہ میں مدتوں ہم رہی حسینوں سے ہلو صحبت
کسی میں ایسی ادا نہ پائی کسی میں یہ بالکین نہ دیکھا

دکھاؤں گی۔ یہ تو اسٹورٹ خود دل سے چاہتا تھا کہ اس کو ونی فرڈ کے ساتھ علیحدہ کھوٹوں کے گملوں کا مکان۔ باغچہ۔ اصطبل۔ مرغی خانہ کچھ ہی دیکھنے کو ملے تاکہ وہ موقع پا کر اپنی تنہا کارزار جس کو وہ ایک عرصہ سے جان کے ساتھ صندوقی سینہ میں رکھتا تھا ونی بظاہر کروے کہ وہ اُسے ہمیشہ کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ متواتر دس سال بعد اپنے صیفہ و پیشہ میں ناموری حاصل کر کے ایک سال کی رخصت پر ولایت آیا تھا۔ اور سیدھا باسٹ ہال میں ہی آیا جہاں وہ پہلی ہی نگاہ میں اپنی سیاہ آنکھوں والی چچا زاد بہن کا دل سے فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور جس کو کہ اب وہ زیادہ ضبط نہ کر سکتا تھا چنانچہ وہ جلد اپنے چچا سے رخصت ہو کر فرامیسی کھر کی کی راہ سے گذر سیدھا باغ میں پہونچا۔ جہاں ونی فرڈ اپنا ریشمی بازو پہنے جو اس وقت اس پر خوب زیبا معلوم دیتا تھا ادھر سے ادھر ٹہلتا پھرتی تھی۔ ونی فرڈ۔ اسٹورٹ کے دل خیالات سے بالکل بے خبر رہی اسٹورٹ نظر پڑا وہ آگے بڑھی اور بخندہ پیشانی اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سبز روشوں پر ٹہلنے لگی۔

ونی فرڈ وہ دم از دم چالاک و ہشیار ہو۔ میں تم سے پوچھتی ہوں کہ ابھی تم نے دوران گفتگو میں والد سے یہ قدرتی خوشبو کا کیا جملہ کہا تھا بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید تم نے ویدہ و دانستہ ایسا کیا ہے۔“

اسٹورٹ اس پر سوچ کر کہو کہ وہ کھول گیا تھا کہ وہ جملہ کس بارہ میں